

رجسٹرڈ نمبر ل ۸۹ قیمت سالانہ ہے

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۴ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۲۵ مئی ۱۹۱۷ء | نمبر ۲۱

گلدستہ اخبار

انگریز اس امر کو محسوس کر رہے ہیں کہ انہوں نے ابتدائے جنگ ۵۰ کروڑ پونڈ شراب خوری میں صرف کر دیئے ہیں۔

یہ رقم ۷ ارب ۵۰ کروڑ روپیہ کی ہوتی ہے جو ہندوستانی قرضہ جنگ سے کہیں زیادہ ہے۔

ایک کروڑ بیرل (پیپے) شراب بنانے میں ۵۴ ہزار ٹن چینی ۲۰ ہزار ٹن مکئی ۳ لاکھ ۶۰ ہزار ٹن جو خرچ ہوتا ہے۔

انگلستان میں نئی برٹش ٹریڈ کارپوریشن تیار ہوئی ہے۔ جسکا سرمایہ ایک کروڑ پونڈ ہے۔

بمبئی یونیورسٹی کا ایک وفد حضور ویسرائے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بمبئی یونیورسٹی کمیٹی کی ساخت کے لئے عرض کی۔

کارروائی تاحال پردہ میں ہے مگر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ویسرائے نے وفد کو بڑی ہمدردی کے ساتھ شرف قبولیت بخشا۔

حال ہی میں گلگت میں جنگی قرضہ کا ایک جلسہ منعقد ہوا اور ۸۹۶۲ روپیہ کے وعدے ہوئے۔

۴ جون ۱۹۱۷ء اعلیٰ حضرت شاہ و شہنشاہ کی سالگرہ کا دن مقرر ہوا ہے۔

اس دن تعطیل عام ہوگی۔ سرکاری ضیافتیں معائنے۔ سلامیاں۔ جہازوں کی آراستگی وغیرہ عمل میں آئے گی۔

میدان جنگ فرانس میں ۹ اور ۲۷ اپریل کے درمیان جرمن ریزرو ۵ لاکھ فوج تھی۔ مگر اب ایک لاکھ ۳۰ ہزار ہے

پادری وارث الدین صاحب انڈین کرسچن سپاہیوں کے درمیان دینی خدمت کے لئے عراق عرب میں جانے والے ہیں۔

سی ایم ایس کی سنٹرل کونسل نے اس امر کا فیصلہ کر دیا ہے۔

امپیریل انڈین ریلیف فنڈ میں ۹ مئی تک کل ۲۵۸۱۱۲۶ روپیہ ۴ آنہ ۷ پائی چندہ آیا۔

صوبجات یو۔ پی کی خاص کونسل آف مشنز نے تجویز کی ہے کہ دیہاتی مسیحیوں کو رومن پڑھنا سکھایا جاوے۔ افسوس!

مشنز ہندی بائیبل کا آسان ترجمہ کیا جائے دیسی طریقوں سے چندہ وصول کیا جائے۔

لکھنؤ کے مسٹر اے ناتھن نے حال ہی میں اپنے نام کے ساتھ اپنا خاندانی قدیم قومیت کا نام شکلا ملحق کر دیا ہے۔ (مخزن مسیحی)

آپ لکھنؤ کے پادری گنگا ناتھ شکلا کے بڑے بیٹے ہیں۔

بریلی کے ملک شمشاد ولی خاں نے دال ایم سی۔ اے کو ۹ ہزار روپیہ عطا فرمایا ہے۔

قیصر جرمن اور ہنڈنبرگ میں سخت نااتفاقی پڑ گئی ہے۔ ان جنگوں کے سبب سے۔

تار برقیات

جرمنی میں چپقلش

لندن ۱۸ مئی۔ اکسچینج ٹیلیگرام کمپنی کے کاسپانڈنٹ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ انگلو فرنچ جارحانہ حملہ کے سبب بدامنی جرمنی میں پھیل گئی ہے کیونکہ اس حملہ میں جرمنی کے ایک لاکھ ۲۰ ہزار آدمی کام آچکے ہیں۔ جرمنی گورنمنٹ اس بھاری نقصان کو پبلک سے مخفی نہیں رکھ سکی۔ ان لڑائیوں کی حالت کی وجہ سے قیصر جرمنی اور شہزادہ جرمن کے درمیان سخت نااتفاقی ہو گئی ہے۔

دشمن کا بحری نقصان

لندن ۱۶ مئی پیرس۔ فرانسیسی اخبار ایکو ڈی پارس تسلیم کرتا ہے کہ یکم اور ۵ مئی کے درمیان ایک درجن آبدوز کشتیاں غرق کر دی گئی ہیں خصوصاً برٹش گورنمنٹ سے

لندن ۲۰ مئی مسٹر کینیڈی جونس نے ایڈنبرا میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم آبدوز کشتیوں پر حاوی ہونے لگ پڑے ہیں۔ نئے طریقوں کا تجربہ ہو چکا ہے کہ کامیاب ثابت ہو چکے ہیں۔

روسی جرمن کے دوست بننے سے انکاری

لندن ۱۰ مئی۔ نارووسوو ایجنسی کا بیان ہے کہ محاذ ریگا پر باوجود ان دھمکیوں کے کہ گارس چھوڑنے والی جنگیں کثرت کے ساتھ وہاں لا کر لندن کا نہس نہس کر دیں گے۔ روسیوں نے انکی دوستی سے انکار کر دیا ہے اور روسی فوجیں جرمنی کے دوست بنجانے کا استقلال کے ساتھ انکار کر رہی ہیں۔ اس سبب سے جرمن نے ناامید ہو کر روسی لائن پر سخت گولہ باری کا طوفان بپا کر دیا ہے۔

اطالیانی محاذ

لندن ۱۸ مئی۔ آسٹریوں کو کمک پہنچ گئی ہے اور انہوں نے مونٹ سانٹو پر جو کئی مرتبہ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں آتا جاتا رہا ہے کثر سختی کے ساتھ بالمقابل حملے کئے۔ دشمن اس آخری مورچہ کی حفاظت میں پرلے جد و جہد کر رہا ہے۔ جہاں سے گوریزیا اور الیسو ونزو وسطی پر حملہ کیا جا سکتا ہے۔ اطالیانی فوجیں مسلسل کامیاب یورش کرتے ہوئے لحظہ بلحظہ بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

لندن ۱۸ مئی وار آفس اعلان دیتا ہے کہ جولیئن محاذ پر جو اطالیوں کے جارحانہ حملے ہو رہے ہیں۔ ان میں برٹش بحری گولہ باری امداد کام کر رہی ہے۔ اور سامان جنگ سے امداد دے رہی ہے۔ گو لنڈن ... کانٹی میں بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا گیا۔

لندن ۱۹ مئی۔ ایک اطالیانی سرکاری مراسلہ مخبر ہے کہ جو مقام ہم نے گوریزیا کی مشرق کی جانب سر کئے ہیں۔ ہم ان کو بہت مضبوط کر رہے ہیں۔ دشمن نے برڈورس۔ وڈائس اور گراڈیجنا کے بڑے پل پر گزشتہ شب کو جو حیران کر دینے والے حملے کئے تھے۔ اور اس صبح کو وہی حملہ پھر از سر نو شروع کر دیا۔ مگر ہماری گولہ باری اور بالمقابل حملوں نے ان کی ساری کوششوں پر پانی پھیر دیا۔ ہمارے اسیران جنگ کی تعداد اب ۳۲۴۶ ہے جن میں سے ۱۴۳ افسر ہیں۔ اطالیانی فوجوں نے گزشتہ رات گوریزیا کے مشرقی لشکر گاہ پر بم کے گولے پھینکے۔

مغربی محاذ

لنڈن ۱۸ مئی۔ سر ڈگلس ہیگ اس سہ پہر کو کہتا ہے کہ گزشتہ شب ہم نے دشمن کی دو دیر رخنوں کو جو آرمنٹیر کے پاس لئے گئے تھے پسپا کر دیا۔

لنڈن ۱۸ مئی اس سہ پہر کا فرانسیسی مراسلہ مظہر ہے کہ دشمن نے کیلیفورنیا سطح مرتفع پر سخت گولہ باری کی۔ علاقہ چیمن ڈیس ڈیمز میں اور اس سطح مرتفع کے شمال مشرقی حد پر کے کئی حملے ہم نے پسپا کر دیئے۔ ہم اپنے تمام مورچوں پر بدستور قابض رہے۔ اور شیمپین میں مونٹ کارنلٹ اور مونٹ ہاوٹ کے علاقوں میں گزشتہ رات قدرے سخت گولہ باری ہوتی رہی

لنڈن ۱۸ مئی رائٹر کے نامہ نگار مقیمی صدر مقام جنگی تار دیتا ہے کہ جب بلکورٹ کا پورا حال بتایا جائیگا تو کئی ایک انگلش اور سکاچ بٹالینوں پر روشنی پڑ جائیگی جنہوں نے نہایت ہی سخت اور بھاری گولہ باری کے عنقریب نیز ۹ حملوں کی صعوبتیں برداشت کی ہیں۔

ایڈیٹوریل نوٹس

مُکتی کا سادھن

اپنشدوں میں خوض کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ "مکھیہ پران" وہ ہے جس کی اپاسنا کرنے سے نہ صرف انسان ہی بلکہ دیوتا بھی مُکتی کو پراپت ہوئے ہیں۔ چنانچہ چھاندوگیہ اپنشد پہلا پرپاٹھک دوسرے کھنڈ میں آیا ہے۔ کہ دیوتا اور اسر دونوں پرجاپتی کی اولاد ہیں۔ یہ جب آپس میں لڑے تب دیوتاؤں نے اودگیتھ (اوم) کو گرہن کیا۔ کہ اس سے ہم ان اسروں کو مغلوب کریں گے۔ انہوں نے ناک میں رہنے والے پران کی بحیثیت اودگیتھ اپاسنا کی۔ اس کو اسروں نے پاپ سے چھید دیا۔۔۔۔ تب انہوں نے بانی کی بحیثیت اودگیتھ اپاسنا کی۔ اسروں نے اس کو پاپ سے چھید دیا۔۔۔ ۔۔۔ تب انہوں نے کان کی بحیثیت اودگیتھ (اوم) اپاسنا کی۔ مگر اسروں نے اس کو بھی پاپ سے چھید دیا۔۔۔۔ تب انہوں نے من کی بحیثیت اودگیتھ اپاسنا کی۔ مگر اسروں نے اس کو بھی پاپ سے چھید دیا۔۔۔۔۔۔ اب یہ جو مکھیہ پران ہے اس کی بحیثیت اودگیتھ اپاسنا کی۔ جب اسر اس (مکھیہ پران) کے پاس پہونچے تو وہ اس طرح تتر بتر ہو گئے جیسے ایک مٹی کا ڈھیلا کسی سخت چٹان سے ٹکرا کر چور چور ہو جاتا ہے۔

یہاں سے ظاہر ہے کہ دیوتا اسروں پر کسی کی اپاسنا کرکے اس دیواسر سنگرام میں جیتے نہیں ہوئے بلکہ مکھیہ پران کی بحیثیت اوم اپاسنا کرنے سے ان پر غالب اور فتحمند ہوئے۔ یعنی انہوں نے سمجھا کہ یہ مکھیہ پران اور اوم ایک ہیں۔ جس نے پہلے کی اپاسنا کی اس نے دوسرے کی وبالعکس۔ ان دونوں میں کوئی قسم کا بھید یا فرق نہیں ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ مکھیہ پران یا اوم آدمی کے پانچ پرانوں میں سے ناک بانی آنکھ کان من کے دیوتاؤں سے بھنّ ہے۔ اسروں نے ان سارے دیوتاؤں کو پاپ سے چھید یا یعنی وہ ان کو ان پانچ اندریوں کے ذریعہ سے پاپ میں مبتلا کر دیا کرتے تھے۔ اس لئے وہ دیوتاؤں کے موکش داتا نہیں ہو سکے۔ مگر جب اس مکھیہ پران کو بھی ہم پاپ سے چھید دینے کی اسروں نے کوشش کی تو پاپ سے چھید دینا تو درکنار وہ خود ہی اس سے ٹکرا کر اس طرح تتر بتر ہو گئے جیسے ایک مٹی کا ڈھیلا کسی سخت چٹان سے ٹکرا کر چور چور ہو جاتا ہے۔ مکھیہ پران یہاں سخت چٹان سے مشابہ کیا گیا ہے۔ اور اسر اس چٹان کے اپاسکوں کے سخت مخالف ہیں۔ مگر نہ تو اپاسکوں کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں نہ ہی اس چٹان کو پاپی بنا سکے ایسا کہ وہ دیوتاؤں کو ان سے موکش دینے کے قابل نہ رہے۔ جیسا کہ انہوں نے ناک کان وغیرہ کے دیوتاؤں کو ناقابل موکش دینے کے بنا دیا تھا۔ سچ ہے "آنکھ اس کو دیکھ نہیں سکتی۔ نہ زبان سے نہ دوسری اندریوں سے نہ تپ سے نہ شدھ کرم سے (وہ سمجھ میں آتا ہے) جب گیان کی نرملتا سے انسان کا دل شدھ ہوتا ہے۔ تب وہ اس بے ٹکڑے والے (لاتجزا) کا دھیان کرتا ہوا اس کو دیکھتا ہے۔" (منڈک اپنشد تیسرا منڈک پہلا کھنڈ ۸ واں منتر)

پیارے آریہ اور سناتن دھرمی مترو! کیا آپ لوگوں نے اس اوم مکھیہ پران یا اس چٹان (دھیان) کو پہچان لیا ہے کہ وہ کون ہے؟ کیا آپ کو اس امر کا گیان ہے کہ وہ بالکل پاپ رہت ہے؟ اور آپ جو اندریوں کے ذریعہ سے آدمیوں سے پاپ کروا کر ان پر غالب ہو جاتے ہیں۔ آپ ان کو مغلوب کر سکتے ہیں؟ کیا وہ اندریوں سے تپ سے شدھ کرم سے سمجھا جا سکتا ہے؟ ہاں جب گیان کی نرملتا سے انسان کا دل شدھ ہوتا ہے۔ تب وہ اس بے ٹکڑے والے کا دھیان کرتا ہوا اس کو دیکھتا ہے"۔ مترو! آؤ آج ہم تم کو بتاتے ہیں کہ وہ مکھیہ پران **خداوند مسیح** ہے۔ جو انجیل جلیل میں چٹان سے تشبیہ دیا گیا ہے۔ "یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظروں میں عجیب ہے ۔۔۔۔ جو اس پتھر پر گرے گا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے مگر جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالیگا۔" (متی ۲۱: ۴۲ سے ۴۴) نیز دیکھو اعمال ۴: ۱۱ سے ۸ تک۔ مسیح اور مکھیہ پران میں کیسی عجیب اور نزدیکی مشابہت اور موافقت ہے۔ سچ ہے "یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظروں میں عجیب ہے" پیارے ہندو بھائیو۔ خداوند نے آپ کو اپنی ہی کتابوں میں دکھا دیا ہے کہ آپ لوگ اس مکھیہ پران کی بحیثیت اوم اپاسنا کریں۔ خداوند مسیح کو جو مکھیہ پران ہے اوم (ا۔ او۔ م) کی دوسری ماترا جانیں پہلی ماترا باپ ہے۔ اور تیسری ماترا روح القدس ہے (اس تعلیم کا ذکر کسی وقت مفصل ہدیہ ناظرین ہوگا) اس کا ہی گیان آپ کو اس بے ٹکڑے والے کا دھیان پراپت کرا دیگا۔ اور آپ موکش ہو جائینگے۔

اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں" (یوحنا ۱۷: ۳) اور گر میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے" جس نے مجھ کو دیکھا اس نے باپ کو دیکھا" (یوحنا ۱۴: ۱۰ و ۹) اور مسیح ہماری چٹان ہے جس کی پاس ناے باپ جس کی پاس نام وعرفی بھائی "دشتو" کہنے میں خوش ہوتا ہے۔

پادری آر بروجز صاحب لودیانہ میں

انڈیا سنڈے سکول یونین کے سکرٹری صاحب پادری بروجز صاحب ۱۰ تاریخ بروز اتوار ہمارے درمیان تھے اور صبح کی عبادت میں آپ نے بڑا موثر وعظ کہا جس سے سامعین کے دل پر بڑا اثر ہوا وعظ میں کسی قسم کا طعن و تشنیع یا زجر وتوبیخ کی مطلق بو نہ تھی۔ آپ نے بتایا کہ مسیحی گھر تمام فضائل مسیحیہ کا منبع اور مخرج ہے۔ بچوں کو سب سے پہلے گھر ہی میں تعلیم ملنا چاہئے۔ انہوں نے اس کے متعلق پانچ باتیں بتائیں (۱) ان میں عادات حسنہ پیدا کرنا جس میں کلام کی تلاوت دعا گیت گانا اور فرمانبرداری شامل ہیں۔ (۲) والدین کی عزت۔ ان پر بھروسہ کرنا۔ شائستگی نیک چال چلن۔ عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ (۳) پاکیزگی کی تعلیم (۴) کلیسیا کے پاسٹر ایلڈروں اور دیگر ممبران کے ساتھ تعلق کی تعلیم (۵) خاندانی ملکی اور قومی تعلیم۔ پھر یہ بھی بتایا کہ بچوں کو گھر میں تعلیم دینا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ گھر چشمہ ہے اور اگر چشمہ ہی میں سے پانی میلا اور گدلا نکلیگا۔ تو ساری دھارا جو دریا اس سے بنیگا وہ بھی ایسا ہی میلا اور گدلا ہوگا۔ اور برعکس کا نتیجہ برعکس۔ پادری صاحب نے یہ وعظ انگریزی میں کیا۔ مگر جو لوگ انگریزی نہیں سمجھ سکتے تھے اُن کے لئے مسٹر سردار خاں صاحب ہیڈ ماسٹر سی بی سکول نے اردو میں ترجمہ کر دیا۔ ترجمہ کا حق آپ نے اچھا ادا کیا۔ کوئی ضروری بات اس میں سے چھوڑ نہیں دی گئی ✤

کھجور کا عجیب غریب درخت

فرید پور کے ضلع کھجور کا بڑا عجیب و غریب درخت موجود ہے۔ لوگ اُسے دیکھ دیکھ کر بڑا تعجب کر رہے ہیں۔ عجوبہ اس میں یہ ہے کہ صبح کے وقت عین سیدھا سرفراز کھڑا رہتا ہے۔ اور پتے خوب پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر شام کے وقت وہ سربسجود ہو جاتا ہے۔ سر اس کا زمین پر جا لگتا اور پتے بھی زمین پر پھیلجاتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سجدہ میں پڑا ہے۔ یہی عمل وہ متواتر روزمرہ کیا کرتا ہے۔ پروفیسر سر جے۔ سی بوس نے جب یہ ماجرا سنا تو اُس کی اس عجیب حرکت کی تحقیقات کے لئے اپنے تیار کردہ آلات روانہ کئے تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس کی اندرونی طاقتیں جو اس موقت جھکاؤ کا باعث ہیں وہ بڑی تیزی سے اپنا کام کر رہی ہیں اور وہ درخت کو نیچے کیجانب دباؤ دے کر زمین پر جھکا دیتی ہیں۔ اور کئی صد ذن اس پر پڑ جاتا ہے۔ درخت پر ایسے خم پڑے ہوئے بھی دریافت کئے گئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ رات دن کے ہر لمحہ میں اُس کی یہ حرکت کس انداز سے ہوتی رہی ہے۔ اس کے متعلق ایسے ارد گرد کے بیرونی حالات دریافت ہوئے ہیں جن سے زخم دینے والی طاقتیں درخت پر اپنا عمل کیا کرتی ہیں جو نتایج اس تحقیقات سے موصول ہوئے ہیں وہ اس آدار الظہر عمل کا بہ اعلی ہیں۔ ان امور معلوم سے ڈاکٹر بوس صاحب کی اس تعلیم کی پوری شہادت ملتی ہے کہ پودوں کے اندر احساس کا عالمگیر اور اک موجود ہے۔

آئی سی ایس امتحان کے داخلہ کی شرط

سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا نے انڈیا سول سروس ریگولیشن کے نمبر ۴ میں ان الفاظ کے عوض میں کہ وہ ہز مجسٹی کی اصل پیدا شدہ رعایا ہے" ذیل کی عبارت کا درج کیا جانا تجویز کیا ہے

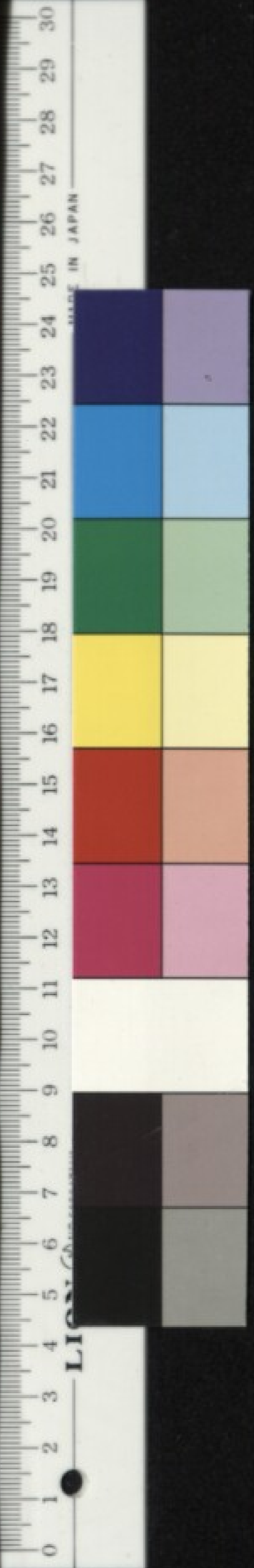
(۱) ماسوائے اس کے جیسا کہ قبل ازیں بیان ہوا وہ ایک برٹش رعایا ہے (ب) کہ اگر وہ برٹش رعایا ہو کر ایا اُس کا والد یا اس کی والدہ ہز مجسٹی کے ممالک محروسہ او قلمرو میں پیدا نہیں ہوئے تو اس کی پیدائش کے وقت اس کا والد برٹش رعایا تھا اور کہ ایسا والد تاحال برٹش رعایا ہے۔ یا اپنی وفات تک رہا۔

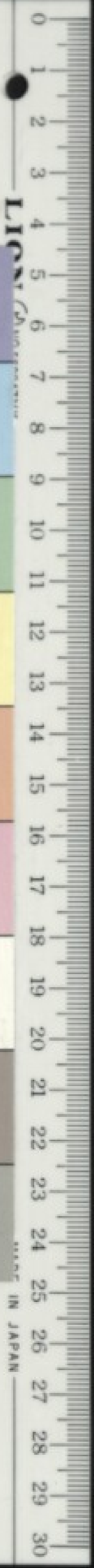
بشرطیکہ ہندوستان کی کسی ریاست کا حاکم یا رعایا جس کی بابت گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل نے ۱۹۱۵ء کے گورنمنٹ اف انڈین ایکٹ کی دفعہ ۹۶ (۱) کے مطابق جس کی ترمیم ۱۹۱۶ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۳ کے مطابق ہو چکی ہے۔ اعلان کر دیا ہے وہ مستحق متصور ہو سکتا ہے۔

مدعا یہ ہے کہ اس عبارت کا اجرا ۱۹۱۷ء کے امتحان مقابلہ کے ابتدا سے اور مابعد کے برسوں کے لئے ہو۔

ہندوستان میں گیہوں کی فصل کی حالت

۱۵ اپریل کی ۲۴ تاریخ پر





جو صورت فصل گندم کی بتائی گئی تھی اُس میں ذکر ہے کہ ۳۲۹۵۵۰۰۰ ایکڑ زمین میں کل ہندوستان کے اندر گندم کاشت ہوئی - مگر ترمیم شدہ حساب سے معلوم ہوا کہ کل ہندوستان میں ۳۲۳۰۰۰۰ ایکڑ میں گیہوں بوئی گئی ہے ۔فصل گندم کی عام حالت عمدہ ہے ماسوائے پنجاب اور دہلی کے بارانی رقبہ جات کی گندم کی حالت کے ۔ پنجاب کے بعض حصص صوبجات متحدہ کے مغربی اضلاع میں بارش سے اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کے حصوں میں جو ژالہ باری ہوئی ہے اُس سے خفیف سا نقصان ۔ پنجاب میں جو بارش ہوئی ہے اُس سے فصل گندم کی مقدار میں کچھ خلل نہیں پڑا مگر صرف اُس کی کیفیت میں نقصان ہوا ہے ۔ پنجاب کی جو موجودہ غیر معین موسم ہے اُس فصل کے وزن میں قدرے تصویق ہو گئی ہے ۔ صوبجات متحدہ کی فصل کی حالت عمدہ ہے ۔ اور پیداوار بحیثیت مجموعی معمول سے بڑھکر تصور ہوتی ہے ۔ پنجاب دہلی اور سندھ میں کٹائی شروع ہو گئی ہے صوبجات متحدہ اور بہار اور اڑیسہ میں جاری ہے ۔ صوبجات متحدہ بمبئی بنگال اور اجمیر میں کٹائی ختم ہو گئی ہے ۔ صوبجات متوسط بہار ۔ اڑیسہ ۔ دہلی پنجاب اور سندھ میں کٹائی ختم ہو چکی ہے ۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ کے کوہستانی اضلاع میں کٹائی ابھی شروع نہیں ہوئی ہے ۔

پنجاب میں فصل گندم کی حالت

پنجاب میں ۱۰۷۹۹۰۰۰ ایکڑ زمین میں گیہوں بوئی گئی ۔ دیسی ریاستوں میں ۱۲۹۹۰۰۰ ایکڑ زمین میں) مئی کے اول نصف میں اکثر مقامات سے بارش اور ژالہ باری کی رپورٹیں وصول ہوئیں ۔ اور بعض کی بابت سے کٹی ہوئی فصل کا قدرے نقصان ہو گیا ہے شمال پنجاب کے سوائے سب جگہ کٹائی ختم ہو گئی ہے ۔ آبرسیدہ رقبہ جات میں آمدنی معمول سے قدرے گری ہوئی ہے ۔ بارانی رقبہ جات میں آمدنی بہت ہی کم ہے ۔

ضبط شدہ اشتہار

دہلی کے چیف کمشنر صاحب رپورٹ دیتے ہیں کہ ہندی میں جو ایک اشتہار بعنوان ”جاتیہ سیوا پتھر“ کے چھاپہ کا شائع ہوا ہے اُس کی تمام کاپیاں جہاں کہیں ملیں پریس ایکٹ کے مطابق بحق ملک معظم ضبط ہوں گی ۔ اُس اشتہار کا مخرج ”منتروا اسنسار میں ایسی چیز ہے“ ۔ اور اختتام ”اپنے بھائیوں کو ہوشیار کرو“ ان الفاظ سے ہوتا ہے ۔ اُس پر دستخط یوں ہے ”بطیجا جاتیہ سیوک گنگا سہائے منشی داس بیوا ۔ کلکتہ“ ۔ اور اس اشتہار کے مضامین کی دیگر اخبارات وغیرہ کی تمام کاپیاں جن میں یہ مضمون درج ہے ۔ وہ گورنمنٹ سے جو مطابق قانون برٹش انڈیا میں قائم کیگئی ہے ۔ نفرت پھیلانے کا میلان اپنے اندر رکھتے ہیں ۔ اور موجودہ گورنمنٹ کے خلاف بدامنی پھیلانے والے متصور کئے گئے ہیں ۔

جرمنی فرانس سے بھی بڑھ کر دھریہ ہے

سول اینڈ ملٹری گزٹ کی ایک تازہ اشاعت میں ایک خطبلین کے قلم سے نکلا ہوا مضمون ان الفاظ میں شایع ہوا ہے ۔ کہ میں آپ کے اخبار کا دائمی مطالعہ کرنے والا ہوں اور آپ کی گزشتہ اشاعت میں یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ آپ نے جرمنی کو پروٹسٹنٹ قوم کہکر بڑی بھاری غلطی کھائی ۔ کسی وقت وہ ایسی قوم ہو تو ہو ۔ مگر اب وہ فرانس سے بھی زیادہ بے ایمان ہے ۔ کوئی قوم یا کلیسیا جو اس کلام الٰہی پر نکتہ چینی کرنے اور گستاخی سے اس کو رد کر دینے پر تلی ہوئی ہو جس کے مصنف اور مولف نے حب کر دہ زمین پر تھا یہ کہا کہ ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے اور جس نے اپنے مردوں میں سے جی اُٹھنے بعد توریت اور نبیوں اور زبور کی تمام باتوں کو جو اُس کے بارے میں ہیں کھو دیا اور منسوخ کر دیا وہ قوم معین اپنی زندگی ہی کو کھو دیتی ہے جرمنی نے خدا کے کلام کو پھینک دیا ہے ۔ اور بربریت اور گناہ کی خراب ترین صورتوں میں مستغرق ہو گیا ہے ۔ پروٹسٹنٹ وہ ہے جس کی زندگی پر کلام خدا حکمراں ہے جسکا مذہب انسانوں کے احکامات کا سکھایا ہوا نہیں ہے ۔ آجکل کا جرمن ایسا نہیں ہے ۔ شاید اس جنگ کو ختم ہو لینے دو اور معلوم ہو جائیگا کیونکہ تمام بھید کھل جائیں گے ۔ اگر جو ہولناک طاقت زمین کے بادشاہوں پر حکمرانی کرتی ہے جس نے پروٹسٹنٹ اور آزاد انگلستان کو کچل ڈالنے کی غرض سے ساحل سمندر پر قبضہ کر لینے کی امید میں بلجیم کو قربان کر دیا جسکا تخت بائبل پر قائم ہے ۔ اور صرف اسی پر اور چاہے خواہ اسکی غلطیاں اور گناہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں اُس ازلی اور ابدی زندگی بخش کلام سے علیحدہ نہیں ہوئی ۔ جو ہمیشہ تک قائم ہے ۔

بغداد کی تاریخ

شہر بغداد جس پر ہماری فوجوں نے پوری فتحمندی کرکے اور پھر اچھی طرح اپنا قبضہ اور سکہ جما کے انگریزی فتوحات میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ وہ اپنے آپ میں نہایت بڑی تاریخی دلچسپی اور اہمیت رکھتا ہے۔ یہ شہر عباسیہ خلافت کا صدر مقام ہے اور کسی زمانہ میں مشرقی دنیا میں مشرقی شان و تجمل اور علم و فضل کا مرکز رہ چکا ہے۔ ہر نئے مسلم خاندان کا وطیرہ تھا کہ وہ اپنا نیا دارالخلافہ بنا لیا کرتے تھے۔ خلا حضرت محمد صاحب نے مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ اس کے جانشین حکومت کرتے رہے۔ امیہ یہ حکمران دمشق میں چلے گئے۔ اور بعد کو جو عباسیہ خلیفہ منصور ہوا اس نے امیہ خلافت کی بربادی کے بعد نئے دارالخلافہ کی تلاش کی اور آخرکار دریائے دجلہ کے کناروں پر ایک قیام کیا اور ۷۶۲ء کے قریب شہر بغداد بسایا۔ لفظ بغداد کی وجہ تسمیہ تو بالکل نامعلوم ہے۔ بعض اس کو باغ اور داد بمعنی عطیہ سے مرکب تصور کرتے ہیں۔ یعنی باغ داد یعنی عطیہ کا باغ۔ بعض خیال کرتے ہیں کہ باغ ایک قدیم بت کا نام ہے اور داد اس کا عطیہ ہے۔ یعنی باغ نامے بت کا دیا ہوا۔ لیکن اگر ہم اس کو باغ اور داد بمعنی انصاف یا عدل قرار دیں تو وہ اسم اس شہر ہونے سے بعید نہیں۔ یعنی انصاف کا باغ یا باغ عدل۔ کیونکہ بغداد کے پرانے بادشاہوں کا انصاف اور عدل مشہور ہے جس کا عروج ہارون الرشید کے زمانہ میں ہوا۔ خیر خواہ کچھ ہی ہو۔ قصہ کوتاہ منصور نے اس کا نام مدینۃ الاسلام بھی رکھا تھا یعنی سلامتی یا امن کا شہر۔ جو ہمارے قیاس سے قریب تر ہے اور یہی اس کا سرکاری نام ہوگیا تھا۔ یہ شہر الزوراء سے بھی مشہور تھا کیونکہ وہ دریائے دجلہ کے خم میں واقع ہے۔ اور السوداح نام سے بھی مشہور ہے جس کے معنی ہے شہرۂ آفاق۔

منصور نے مضافات میں چند ایک چھوٹی چھوٹی بستیاں اور نسطوری راہبوں کے راہب خانے آباد کر دیئے تھے۔ جن سے اسکو معلوم ہوگیا کہ آب و ہوا فرحت افزا ہے۔ ماسوائے اُن ۵۸ برسوں کے جبکہ شورش کے سبب سے خلافت سامرہ نامے ایک مقام میں منتقل ہوگئی تھی۔ جو دریائے دجلہ کے چند میل اوپر کی جانب کو واقع ہے۔ خلفا ۱۲۵۸ء یعنی اپنے زوال تک بغداد ہی میں حکمران رہے۔ کہتے ہیں کہ منصور نے اس گول شہر کو ایک لاکھ آدمیوں کو لگا کر تعمیر کیا تھا۔ اور قلعوں سے خوب مضبوط کیا گیا تھا۔ اس کے مرکز میں شاہی محلات۔ منصور کی مسجد اور خاص خاص سرکاری عمارتیں تعمیر تھیں۔ چونکہ یہ شہر خشت ہائے خام کا بنا ہوا تھا۔ اس لئے شہر کا قدیمی حصہ برباد ہوگیا۔ منصور نے اپنے نام اور خاندان کے حسب حال ایک دارالخلافہ بنایا جو اس خاندان کے ساتھ ہی معدوم ہوگیا۔ ایک عرصہ میں برباد شدہ شہر کے شمال میں اور دریائے دجلہ کے بالمقابل کنارہ پر آبادی ہوگئی۔ اسی گردونواح آبادی میں برمکی خاندان کا محل اور خلیفوں کے محل واقع تھے۔

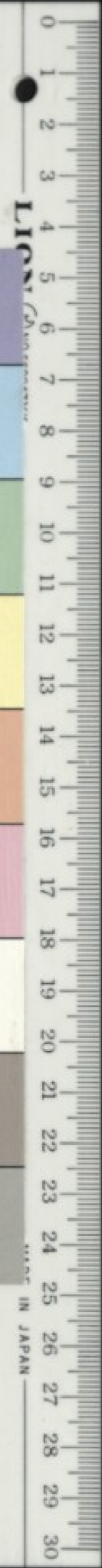
ہارون الرشید اور اس کے بیٹے کے ایام کا بغداد

بغداد کی تاریخ میں نہایت ہی روشن اور شاندار زمانہ وہ ہے جس میں ہارون الرشید اور اس کے بیٹے مامون کی حکومت کا دور دورہ رہا۔ اسی زمانہ میں برمکی خاندان کا بڑا بھاری اثر رہا ہے۔ اس خاندان کا بانی برمک اپنے زمانہ کا نہایت ہی قابل اور بااثر وزیر گزرا ہے۔ اُس کے بعد اُس کا بیٹا یحییٰ وزیر تھا جس نے شہر کے مشاغل میں سب سے زیادہ ترقی دی۔ اور ان مشاغل کو ایسا عروج بخشا کہ جو شاید بغداد میں کسی کے زمانہ میں بھی نہ ہوا تھا۔ اس کے زمانہ میں دربار کا جاہ و جلال اس قدر ہوگیا تھا اور شاہی ضیافتیں اور کھیل اس اعلٰے پیمانہ پر ہوا کرتے تھے کہ اس کو عروسی موسم اور دائمی اور عیدی زمانہ کہا کرتے تھے۔ برمکی خاندان فارسی الاصل تھا۔ اور عربی مفسدہ پردازیوں کے حسد اور جلن نے آخرکار برمکیوں کا نام و نشان مٹا دیا۔

خلیفہ ہارون الرشید کو علوم و فنون کا ایسا شوق تھا کہ اُس نے گردونواح سے بڑے بڑے علماء فضلاء کی ایک بڑی بھاری گروہ اپنے دربار میں جمع کر لی تھی۔ اور اسی کے طفیل سے اس شہر میں حنفی فرقہ کو انتہا درجہ کا عروج حاصل ہوگیا۔ اور ان کی تعلیمات کو باقاعدہ طور پر مرتب کیا گیا۔ ابو حنیفہ بغداد ہی میں فوت ہوکر دفن ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس کا مقبرہ وہاں پر ابھی تک موجود ہے۔ اور اگر یہ فی الحقیقت درست ہے تو شہر کے قایم ہونے کے زمانہ کی یادگار ابتک موجود ہے۔

خلیفہ مامون جو ایک خانہ جنگی کے بعد باپ کی خلافت پر قابض ہوا۔ مسلمان تاریخ میں نہایت خاص جگہ رکھتا ہے۔ اور اس کے عہد خلافت میں شہر بغداد علوم مشرقیہ اور مذہبی آزادگی کا بڑا مرکز بن گیا تھا جس کا مسلم الہیات پر دائمی اثر رہا۔ جیسا بعد کے زمانہ میں ہندوستان





ہیں اکبر کے دربار میں ہر مذاہب کے عالموں کی مجلس ہوا کرتی اور باہم بحث و مباحثہ کا بازار گرم رہا کرتا تھا۔ ویسا ہی اس کے زمانہ میں یہودی اور مسیحی لوگ مذہبی جلسوں میں بڑا حصہ لیا کرتے اور معتزلہ فرقہ کے مسلمان اپنی تعلیمات کی اشاعت میں بڑے مشغول رہتے تھے۔

اس کے بعد جو خلفا ہوئے ان کا اقتدار اور اقرات بہت ہی کم تھا اور سلطنت کی پولیٹیکل طاقت رفتہ رفتہ اُن کے ہاتھوں سے نکل کر زر پرست اور لالچی افواج کے حصہ میں آگئی جیسے کہ مصر اور ہسپانیہ میں ہوا۔

بغداد ترکوں کے ہاتھوں میں اسی طرح اور اُن سے ہماری سرکار کے پاس

بغداد یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے ہاتھوں پڑتا ہوا آخر ۱۱۵۳ء میں وہ سلطان **صلاح الدین** کے قبضہ میں آیا۔ اور پھر اس سے ترکوں نے لے لیا اور اب تک اُن کے ہاتھ میں تھا۔ ترکوں کی جانب سے مدحت پاشا اسکا گورنر تھا۔ اس کے ایام میں بہت سی اصلاحات اور ترقیات شہر میں ہوئیں۔ تار برقیات کے محکمے قائم ہوئے دریا میں چلنے والے اگنبوٹ بنے۔ اور مدرسے کھولے گئے۔ کہتے ہیں کہ یہاں قریب دو لاکھ کی آبادی ہے جن میں سے ½ سے زیادہ مسلمان ہیں۔ خصوصاً شیعہ فرقہ کے۔ ماہ مارچ سے یہ شہر ہماری سرکار کے ہاتھ آگیا ہے اور باشندے جو ترک کی مظالم سے بہت ہی دکھی تھے اب انگریزی سلطنت کو اپنے لئے ایک نعمت سماوی تصور کرتے اور بڑے امن چین اور آزادگی کے ساتھ بسر کر رہے ہیں۔

زمین گھٹتی نہیں بلکہ بڑھتی ہے

آریہ گزٹ میں "اسلامی کا پارٹ" کے عنوان سے سوامی وگیان بھکشو کے قلم سے کسی مولوی صاحب کے مضمون کی تردید میں متواتر مضمون نکل رہا ہے۔ ۵ جیٹھ کے پرچہ میں قرآن شریف کی آیت **قد علمنا ما تنقص الارض منہم وعندنا کتاب حفیظ** پر بھی بحث کی گئی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اس میں سے زمین ہیں کتنا کم ہوتا ہے اور ہمارے پاس کتاب محفوظ ہے" جو کچھ وہاں بحث ہوئی ہے۔ اس سے قطع نظر ہم اسباب پر غور کرینگے کہ اس آیت کے مطابق زمین گھٹ رہی ہے۔ لیکن جب ہم اس معاملہ میں سائنس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس سے دریافت کرتے ہیں تو اُس کا بیان ہے کہ نہیں زمین بڑھ رہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سائنس قرآن شریف کے خلاف ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر گنس کی کتاب مزس اینڈ جیالوجی کے صفحہ ۵۲ پر پروفیسر ایچ۔ اے نیوٹن کے حساب کے مطابق بتایا ہے کہ صرف ایک دن میں ۷۵ لاکھ ایسے شہابے زمین پر گرتے ہیں جو آنکھ سے دکھائی دے سکتے ہیں۔ اور ۴۰ کروڑ ایسے شہابے گرتے ہیں جو معمولی دوربین سے نظر آتے ہیں اور ان کی خاک جو کرۂ ہوائیہ میں اُن کی ہزیمت سے بنتی ہے زمین پر گرتی ہے۔ صاحب موصوف فرماتے ہیں "اب اگر ہم ان شہابوں کی مقدار کو جو آنکھ سے دیکھے جا سکتے ہیں ایک شہابے کو ایک گرین وزن کا متصور کریں اور جو دوربین سے نظر آتے ہیں اُن کی خاک کے وزن کو کل شہابہ ایک گرین کا ہی فرض کریں تو اس سے معلوم ہو جائیگا کہ زمین کے وزن میں ۱۵ ملین گرین کا روزانہ اضافہ ہوتا ہے۔ یا ایک ٹن سے کچھ ہی کم تین سال کے عرصہ میں رہتی کہ ایک شہابہ کا وزن یہاں غایت درجہ کم سمجھا گیا ہے۔ زمین کے وزن میں ایک ہزار ٹن کا اضافہ ہو جائیگا۔ اور ۳ ہزار برسوں میں ایک ملین ٹن۔ اب اگر ۳ ہزار سال پیشتر زمین کا وزن ایک ہزار ٹن کم ہو۔ اور اسی طرح سے ہم پیچھے اُس زمانہ تک پہونچ جائیں جبکہ زمین کا وزن موجودہ وزن سے نصف تھا۔ اس بھی پیچھے اس دور دراز گزشتہ زمانہ تک پہونچ سکتے ہیں جبکہ ایسے شہابے جو ہم زمین کو بنانے کے لئے بذریعہ افزونی فراہم ہوا شروع ہوئے تھے"۔ اس پر ڈاکٹر گنس صاحب کہتے ہیں کہ اگرچہ میں نے ایک گرین برابر کے ذرہ سے وزن کا ذکر کیا ہے تو بھی فراموش نہ کر دینا چاہئے کہ جو شہابے گرے ہیں اُن میں سے صرف ایک کا وزن کئی ٹن کا ہے۔ برٹش میوزیم میں ایک شہابہ ہے جو میلبورن واقع آسٹریلیا میں گرا تھا اُس کا وزن تین ٹن سے زیادہ ہے۔ اور پروکٹر ایک شہابہ کا ذکر کرتا ہے۔ کہ وہ ۱۵ ٹن وزن کا ہے۔

پس اسقدر شہابے روز زمین پر گرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ زمین گھٹتی نہیں بلکہ بڑھتی ہے۔ اب اگر ہم ۱۳۳۵ھ میں آغاز سن ہجری سے حساب لگائیں تو واضح ہو جائیگا کہ ۱۳۳۵ برسوں میں زمین کا وزن ۴۴۵۰۰۰ ٹن زیادہ ہو گیا ہے۔ یعنی ایک کروڑ ۴۲ لاکھ ۶۰ ہزار ٹن بڑھ گیا ہے۔

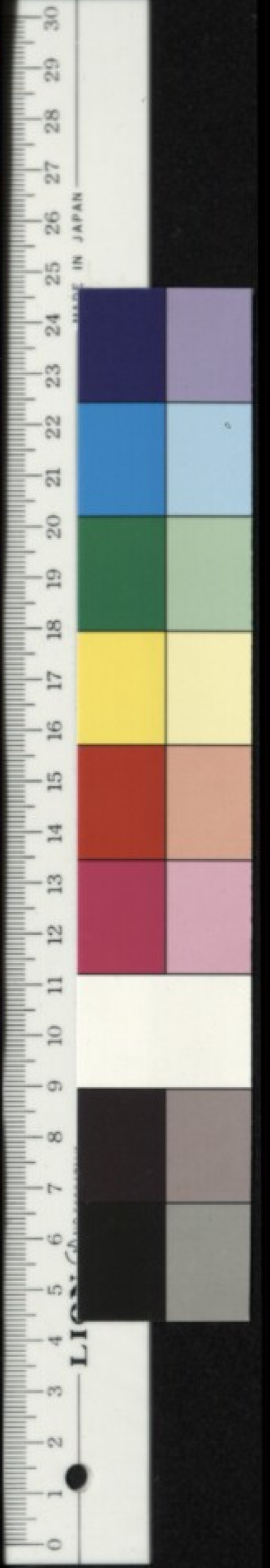
اطالوی جنگ بڑی سخت صورت پکڑ رہی ہے اطالوی فوجیں بڑھ رہی ہیں۔

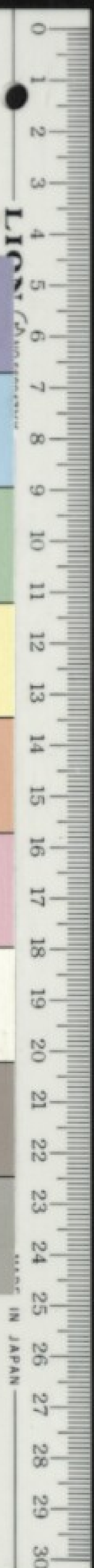
ایک پرپھو ایک بسواس

نرنجن نراکار کی سرشٹی میں نانا پرکار کے دھرم ہیں اور دھرم کے اچاریوں نے سچدانند کے گنوں کا برنن اپنی بدھ بل - ودیا سے جہاں تک ہو سکا کیا پرگٹ کر دکھایا ہے کہ پربھو کو ٹھیک بھانت سے ہم نے نہیں پہچانا ہے - اپنے اپنے دھرم گرنتھوں کو سب نے ایشور کی وانی (کلام الٰہی) مانا ہے - نہ کیول اتنے ہی سنتوش کیا ہے - پرنتو اپنے بھن دوسروں کو دوکر یا پرمان ڈھکوسلا نیچ کی پدوی دی ہے - اب پرشن (سوال) اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ کیا ان اچاریوں رہتے تھے دین (کی بھول یا ہٹ دھرمی ہے انہیں نہیں - کداپی کال نہیں - کارن یہ کہ ہر ایک نے چیشٹا کی ہے کہ اپنے پریہ (معشوق حقیقی) کے سنمکھ اپنے کو ایسا پرگٹ کیا ہے کہ جس سے پریمی (عاشق) نراہ ہوں تو ایک ہی پربھو سچ شیش مٹھ لوٹے ہوں گے - اس جگت کے پردہ میں اندھا بن آگیا ہے - اور اندھا پن کے کارن اپنا تے اپنا تے ایسے ہو گئے ہیں کہ پریا (معشوق) کے گنوں کا بکھان کرتے کراتے نہیں ہیں ادگن کر دکھاتے ہیں - یہاں پر یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ کبھی رقیبوں کے جھنجھٹ میں معشوق کی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں - یہ تجربہ عشق مجازی والے ہی خوب سمجھ بیٹھے ہیں - یہ سب آپس اور دھرموں کے دیکھنے میں آتے ہیں - ان پر پھر کسی سمے لکھا جائیگا - اب اپنی لیکھنی کو اپنے لیکھ ہیڈنگ کی اور پھیر تے ہیں - ادھتات (دھونا) ایک پربھو ایک بسواس ہم جو جگت میں کرسٹان (کرسچنس) کہلاتے ہیں - راجا سے پرجا تک کل جگت کے وشواسی ہیں - ادھتات جتنی پرتھوی جا سے چیزوں کی وڈمی ہے - اتنی بھوم کسی کے پاس نہیں - ادھتات جتنے کرسچنس سمراٹ (شہنشاہ) مہاراجہ - راجہ اس بھوم کے سوامی ہیں اتنے انیہ وات کے نہیں - جتنے مشنریز اچاریہ گورو نا رین ناصری ناتھ کے دھرم کے ودیش دیش پھیل رہے ہیں اور دھرم کے اتنے اپدیشک نہیں جس پرکار ہمارے وید مقدس (بائیبل) کا اولتھا (ترجمہ) جگت کی بھاشاؤں میں ہے اور کسی دھرم گرنتھ کا نہیں - برسوں برس جتنی ہولی بائیبل لوگوں تک پہنچتی ہے - اور کوئی گرنتھ نہیں - اس سمے ہماری بائس گاڑی پر برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائیٹز کی رپوٹیں ہیں ان سے پرگٹ ہوتا ہے کہ ہمارا گرنتھ کن اونچی نظروں (وقعت کی نگاہوں) سے دیکھا جاتا ہے - جگت کے ودوانوں (علماء) میں سیکڑہ پیچھے (فیصدی) ۹۰ نوے ہولی بائیبل کو ایشوری وانی مانتے ہیں +

ہم جا ہے تہ کریں لڑیں جھگڑیں کچھ بھی کیوں نہ ہو پرنتو دھرم رکھتے ہیں ہم سب ایک ہی ہے ہیں - دیکھئے چین دیش میں مشنریز پروٹسٹنٹ خیال نے اتیا چار (مظالم) سہے تھے - اس سمے تمام رومن پادریوں ایک ہو گئی تھیں - گت اس راہ (گزشتہ) میں ایک پستکالیہ (لائبریری) میں کسی کے کھودنے سے یہ نکلا کہ کرسچنس لوگ اپنے میل و اپ (اتحاد) پھیل رہے تھے - اب بھائی بھائی میں جدھ (جنگ) کیا ! اتنے میں سنیاسی مشن کے ایک پاسٹر سے نہ رہ گیا - اور تر دیا کہ مہاشے دھان جدھ (جنگ) پریکٹیکل ہے نہ کہ دھرم جدھ - دھرم میں ہمارے سرات اور فقیر ایک ہیں - دور کیوں جائیے ہو چھوٹا ناگپور (صوبہ بہار واڑیسہ) میں جس مشنریز کا کام بڑی اونتی کر رہا تھا - وہ مشنریز اپنے وطن لوٹ گئے - اور ان کا کام اور مشنریز کے ہاتھوں میں دیا گیا ہے - وہ سب کام اسی پرکار چل رہا ہے - ان کے کام کو کیوں کسی ہندو یا مسلمان کے سپرد کیا گیا ؟ سمرن رہے - دھرم کرشی میں کرسچنس میں جیسا میل و اپ ہے ویسا کسی میں نہیں - ہاں کسی پرکار کی گڑبڑی ادکھٹ پٹ دیکھنے میں آتی ہے تو رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ میں - پرنتو نیائے اور وویک سے دیکھو تو کچھ کھٹ پٹ نہیں کیول نام اتر - پوپ مہاراج کو جہاں کہیں سماچار پتروں میں چھپتا ہے "ہز ہولینس" یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ پروٹسٹنٹ نیوز پیپر میں کیول شبد پوپ لکھتے ہوں - ہمارا اپنا انوبھو (تجربہ) ہے - کہ ایک نگر میں سنیاسی چیپل کے نکٹ سے ایک رومن کیتھلک فادر کی بگھی جا رہی تھی - جیوں ہی فادر مہاشے کو معلوم ہوا کہ اوپاسنا (عبادت بندگی) ہو رہی ہے - دبلحاظ ادب بگھی سے اتر گئے - اس سمے ایک وودان ہندو نے فادر سے نویدن کر کے پوچھا کہ حضور یہ چیپل تو سنیاسی مشن کا ہے - آپ رومن کیتھولک ہو کے اتنا آدر کیوں کرتے ہیں ؟ فادر مہاشے نے اتر دیا کہ جنٹلمین آپ گرجا یت ہو گئے ہیں - پرنتو کرشچن پیجن کی ناڑی (نبض) نہیں پہچان سکتے - دیکھو اس آشرم (چیپل) کے بھیتر وہی پربھو اور وہی ہولی بائیبل ہے - جس کا ہم آدر کرتے ہیں ! وہ ہندو اپنا سا منہ لے کے رہ گیا دھن ! دھن !! دھن !!!

پروٹسٹنٹ میں کویکر مشن (سوسائٹی آف فرینڈس) سالویشن آرمی میں کچھ تا بھاؤ گڑبڑی درشٹ پڑتی ہے - کہ ان لوگوں میں جل سنسکار (بپتسمہ) پربھو بھوج (سکرامنٹ) نہیں - پر یہ سمرن رہے کہ ان میں آتمک





(روحانی بھات اگنی کا جلسہ سنسکار (آتشی بپتسمہ)
ادھیاتمک پربھو یسوع (روحانی عشا) بڑے بسواس
سے مانی جاتی ہے۔ پرنتو پستکوں کو چھوڑ دیجئے
اور ان کی سنگتوں کو مائنڈ کر کے دیکھئے کہ گورو
مہاراج (مسیح مصلوب) ساکچھات ان
کے بیچ میں براجمان ہوتے ہیں یا نہیں!

یونی ٹیرین کرسچنس یہ لوگ بھارت
ورش میں بہت کم ہیں۔ ان لوگوں میں اور انیہ ٹرنا
منیٹنس میں بڑا بھاری انتر (فرق) یہ ہے۔ کہ
یہ مہاپرش لوگ پربھو کی دیوتی کو نہیں مانتے
پرنتو پربھو کا بھرا آگنوں آپ کو بسواس دلاتے
ہیں کہ جب کہیں ہندو مسلمان کے سنگ کچھ بات چیت
ہوتی ہے تب پربھو کی دیوتی گرہن (قبول)
کر لیتے ہیں ہمارے ایک پرسدھ متر مٹھ دھاری
سناتن دھرمی سنیاسی اچاریہ کا یہ کتھن ہے کہ
ایک سمے جب آدرنیہ (ہندو یا لکھنؤ) اپنے جگت
راسے کاشی ناتھ صاحب رئیس اعظم کے
یہاں براجماں تھے۔ اس سمے راسے صاحب
نے مسٹر اکبر مسیح صاحب سر گیانی سے ہمارے
متر مہاشے سے انٹروڈیوس کراتے سمے مسٹر اکبر مسیح
مرحوم سے ورشتے ہیں یہ واکیہ کہا کہ یہ لائق فائق
ہندو اور عیسائی ہیں۔ تو اس پر ہمارے متر
مہاشے (یہ مٹھ دھاری ذی ہوش ہیں) نے
مسٹر اکبر مسیح سے پوچھا کہ کیا آپ کرائسٹ
کی دیوتی کو نہیں مانتے؟ اس سمے مسٹر مہاشے
نے سپشٹ شبدوں میں اتر دیا کہ میں
ہندو اور مسیح کی دیوتی کا قائل ہوں۔ گو
یونی ٹیرین ہوں لیکن مسیح مصلوب کی دیوتی
سے ہرگز انکاری نہیں ہو سکتا۔ یہ گھٹنا ہمارے
یوگیہ مٹھ دھاری سناتن دھرمی کشمیری
سنیاسی کے ساتھ ہوئی۔ کچھ بھی کہئے پربھو کے
ماننے والے ورشتے میں سب کا مسیحا ورش ایک
ہی ہے یہ ہمارے ترن کرتا کا واکیہ ستیہ ہے
کہ میں دھواں رہتی ہوئی بتی کو نہ بجھاؤنگا پھر سیدھ
سیدھ جنرل کرسچین کو مان نہیں ہو سکتا کہ سچے
جروشلم ناتھ کی!

مغربی مشرقی مسیح۔ آجکل انڈین
کرسچین سماج میں مغربی مسیح پر سماچار پتروں کے
کالموں میں دکھائی دے رہے ہیں۔ بڑے بڑے
علماء و فضلا طبع آزمائی کر رہے ہیں مگر ان کے سنکلپ
ہماری سمجھ میں نہیں کہ اپنی سمتی درشا دے سکیں
پرنتو **ناصری ناتھ** نے آج پراتھنا کے اتر
میں یہ سماچار دیا کہ منسٹر کی یہ ڈیوٹی ہے کہ
کانگریگیشن کو اتر سمتی دینے سے نہ چوکے۔ مغربی
مسیح ہم کیوں کہتے ہیں؟ کارن یہ کہ مغربی منش
کے دوارہ اپنے رنگے ہوئے پربھو کو پایا۔ ہم
ایشیائی لوگوں نے پربھو کا آدر کیا۔ اسی کارن
ہمارے موکش داتا نے ویسٹرن لوگوں کے
دوارہ ہم کو درشن دیا۔ اس میں کچھ سندیہ نہیں
کہ مغربی بھراتاؤں میں پربھو مغربی ہی ہو کے
درشن دیتے ہیں۔ بھارت ورش کی کہاوت یہاں
پر ٹھیک سدھ ہو گئی۔ "جیسے کو ہر تیسے" آج
ہم ڈنکے کی چوٹ سے کہے دیتے ہیں کہ ادھر
کی پرتھوی ادھر ہو جائے بھارت ورش سے
مغربی مسیح نہ جائیگا۔ کارن انڈین ویسٹرن
ایجوکیشن والے مغربی مسیح کی سیوا کرینگے۔ ہندو
دھرم اور مسلمانی دھرم کی گھٹ پٹ استھان
(غسل اجتماع اور نا بھوجن پر بیٹھنا۔ اچار کے
ڈر سے اسے نو عیسائی ہوتے۔ پھر وہی کھیڑا لگیا
انگلش کے ورودھیوں میں مغربی مسیح ٹھیک
کام کریگا۔ **مشرقی مسیح** ان انڈین لوگوں
میں درشن دینگے۔ جو ٹھیک بھارت ورش کے
ڈھنگ کے انوسار اپنا جیون کاٹ رہے ہیں اور
وہ ہندو مسلمان جنہوں نے انگریزی ودیا نہیں
سیکھی۔ اور اپنے بچ دھرموں کی ریت انوسار
کٹر ہیں وہ لوگ کرسچین ہو کے ایسٹرن پربھو
کی سیوکائی کرینگے۔ اور ہمارے فلسطینی گورو
دیو ٹھیک ایشیائی سروپ میں ہمیں درشن دیتے
رہیں گے۔ جو ایشیائی نیم انوسار دھرم کٹر ہے
ادھر بھی کٹر ہی رہیگا۔ **چھاپوت تمدن سنیت**
پال کو دیکھئے کہ اودھر اپنے دھرم میں کیسے پکے
تھے ادھر کرسچین ہو کے ادھر کیسے پکے ہو گئے۔
دھن آج کا آرٹیکل لمبا ہو گیا ہے۔ اس کارن
اپنے جیتھنگ کی اور پاٹھکوں کو دھیان دلاتے
ہیں کہ ہم جتنے **ناصری ناتھ** کے نام سے
کہلاتے ہیں۔ ہم سب ایک ہیں۔ اور فقط ایک
پربھو ایک بسواس۔

آپ کا منسٹر سوامی نرنجنانند بھارتی۔

اچھار روم

بند۔ یہ جلد مغربی مسیح کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے
بھی آردو زبان میں دھر گھسیٹا۔

جفا و ستم کا سزاوار ہوں
حقیقت میں اتنا گنہگار ہوں

واقعی میں قصوروار ہوں جسکا اقرار سر عام
کرتا ہوں۔ اور قصور یہ ہے کہ میں نے لکھ دیا
کہ این ایم ایس نے تو بیڑا ادھر ہی غرق کر دیا
بس یہ قصور ہے۔ میں نے نہ **قاصد** کا
نام لیا اور نہ پادری جیمس ولیم کا ذکر خیر کیا۔ گر

نسعلوم پیارے بھائی بی ایل رلیارام کو کہاں سے خیال آگیا کہ مضمون دیکھن شاعر وہ نورافشاں میں فرماتے ہیں کہ میں بادشاہ جیمس ولیم کا وکیل نہیں ہوں۔ اسی موقعہ پر مجھے ایک جولاہے کی کہانی یاد آگئی ہے۔ ناظرین کی دلچسپی کی خاطر عرض کرتا ہوں۔

ایک جولاہا رات کو چوری کرنے گیا۔ دیوار پھاند کر صحن میں چادر بچھادی۔ اور گھر کے اندر گھس کر چیزیں لالا کر چادر میں رکھتا گیا۔ پھر گٹھڑی باندھ کر گٹھڑی دیوار کے اوپر رکھدی اور خود دیوار پر چڑھکر باہر کودا تو گٹھڑی اندر جا پڑی اور خود باہر۔ سیہ خوف کے مارے بھاگ گیا۔ دوسرے دن چوری کی تفتیش ہونے لگی۔ پولیس آن پہنچی۔ سب لوگ حیران تھے کہ چور کس رستہ آیا اور کس رستہ نکلگیا اور گٹھڑی کیوں چھوڑ گیا۔ کسی کی سمجھ میں نہ آوے۔ جولاہا بھی لوگوں میں بیٹھا یہ حال دیکھ رہا تھا۔ کہ ایسی موٹی اور صاف بات ان لوگوں کی سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔ کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ میرے خیال میں یہ معاملہ اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ اس رستہ سے چور چڑھا ہے۔ اور اندر کود اسباب باندھا ہے۔ اور یہاں سے گٹھڑی لیکر باہر کودنے لگا ہے۔ اور جب کودا ہے تو گٹھڑی اندر اور میں باہر

ٹھیک یہی حال ہمارے دوستوں کا ہے خود بخود چونچیں تو میں کیا کروں۔ میرا تو خاص کسی کی طرف اشارہ نہ تھا نہ ہے۔ میں نے تو عام طور این ایم ایس کے کام کی بابت تحریر کیا تھا۔ کہ مشرقی روپیہ مغربی طریق پر ضائع کر رہے ہیں اگر یہی طریق رکھنا تھا تو مشن سے جدا ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ خواہ مخواہ مغربی تہذیب میں غرق ہوگئے۔ انگریزی ڈریس سے یہ مین نہیں بن سکتے۔ البتہ کرانی کہلا سکتے ہیں۔ بعینہ این ایم ایس کا حال ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب مسٹر پال پہلی بار پنجاب میں آئے تو جنہوں نے اس سوسائٹی کے کارندوں میں نام لکھوایا میں اول تھا۔ مگر اس وقت سے آج تک منتظر رہا کہ کوئی صورت اس سوسائٹی میں دیسیت کی نظر آوے۔ تو شامل ہو جاؤں۔ مگر

مشکل ایست کہ ہر روز بتر میں بینم

اس سے بہتر یہی طریق ہے جو مغربی طریق والے کر رہے ہیں۔ کم سے کم انتظام تو پختہ ہے۔

مسٹر بی۔ ایل رلیارام مجھ سے پوچھتے ہیں کہ واعظ صاحب ہی بتادیں کہ دیسی طریقہ کونسا ہے ایک عزیز دیسیت کے دلدادہ مجھسے پوچھتے ہیں۔

چو دانی و پرسی سوالت خطاست

والا معاملہ ہے۔ آپ اپریل کے قاصد میں دو سبق آموز واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جن میں دوسرا بھائی منشی رام کے سنیاس کا ہے۔ قاصد میں یوں مرقوم ہے کہ ہمارے لئے یہ امر یوں دلچسپ ہے کہ ہندوستانی مسیحیوں کے ایک طبقہ میں جس میں بی ایل رلیارام بھی شامل ہیں ابھی کسیقدر ایسے خیالات کی موجودگی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ سوامی سندر سنگھ اور نواب زادہ مرزا حسین ایک طور پر مسیحی سنیاسی ہیں۔ اور انہی طریقوں پر زیادہ تر کام کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ مسٹر واعظ کے ذہن میں بھی ایسے خیالات ہجوم آور ہوں۔ جبکہ مشرقی طریقوں پر انجیل کی اشاعت پر زور دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستانی مسیحیوں کا ایک بڑا بھاری گروہ مذکورہ بالا سادھوؤں کی دل سے قدر کرتا ہے۔ اور اگر موجودہ رجحان جاری رہا تو ممکن ہے ایسے سنیاسی مسیحیوں کی تعداد زیادہ بڑھجائے

یہ ہیں قاصد کے خیالات جو این۔ ایم ایس کا آرگن ہے۔ اور یہ وہی ہیں جنکا میں تذکرہ کرتا ہوں جو مشرقی اشاعت انجیل کا طریق ہے۔ کیا این۔ ایم۔ ایس اس طریق پر کام کر رہا ہے۔ کیا یہ وہی بات نہیں کہ گٹھڑی اندر اور میں باہر۔

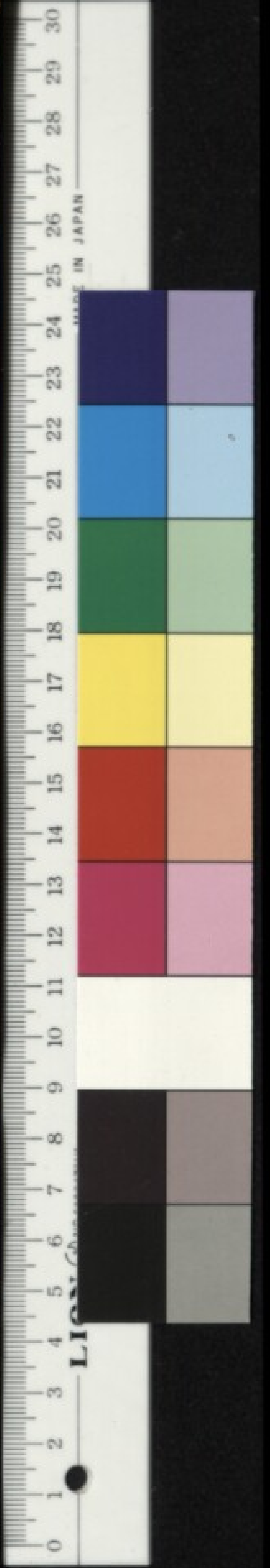
یاد رہے کہ مجھے این۔ ایم۔ ایس سے شروع سے پریم ہے۔ اور ہر طرح سے میں اس کا معاون رہا ہوں۔ مگر اس نے کچھ کر کے نہ دکھایا جو دکھایا جاتا ہے۔ وہی مغربی تصویر کا ایک پہلو ہے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ مینپوری یوپی میں این ایم ایس کا ایک جلسہ تھا جس میں مجھے بھی بولنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ جو خیالات اس وقت میں نے ظاہر کئے۔ وہی اب تک میرے ذہن میں ہیں۔ وہ سامعین سے بھولے نہ ہونگے۔ خیر ایک بات تو ہے کہ اس سے ہم دیسیوں میں انجیل کی خدمت کے واسطے دینے کا خیال تو جوش مار رہا ہے۔ امید ہے کہ مشرقی اور مغربی بحث آخر کو کچھ نہ کچھ نتائج پیدا کرے گی۔ جس سے مغربی مسیحیت عود کر آویگی۔ مہربانی سے خاکسار کا رسالہ کالکا شملہ ریلوے ملاحظہ فرمایا جاوے۔ میں خدمت کو ہر وقت حاضر ہوں۔ میں کسی کی تحریر کو برا نہیں مانتا۔ جب کسی کا گلا دبایا جاوے تو ضرور آنکھیں نکالیگا۔ پھر برا کیوں مانا۔ بندہ واعظ گھبراتا نہیں۔ سراقم

آنکھیں واعظ کو نہ تو سے گل رعنا دکھلا
پتلیوں کا کسی ناداں کو تماشا دکھلا۔

عشق حقیقی

محبوب کی آواز

میرے محبوب نے جواب دیا اور مجھ سے





کہا اُٹھ اے میری پیاری اے میری نازنین چلی آ کیونکہ دیکھ جاڑا گذر گیا ہے اور موسم کا بھاری مہینہ برس چکا اور نکل گیا۔ زمین پر پھولوں کی بہار ہے چڑیوں کے چہچہانے کا وقت آ پہنچا۔ اور ہماری زمین میں قمریوں کی آواز سننے میں آتی ہے۔ انجیر کے درخت میں ہرے انجیر پکنے لگے اور تاکوں کے پھولوں سے خوشبو آتی ہے۔

سو اُٹھ اے میری عزیزہ اے میری جمیلہ چلی آ۔ اے میری کبوتر جو چٹانوں کے دراڑوں میں اور کراڑوں کی آڑ میں چھپی ہوئی ہے۔ اپنا چہرہ مجھے دکھا۔ اپنی آواز مجھے سنا کہ تیری آواز شیریں ہے اور تیرا چہرہ دلپسند ہے۔ غزل الغزلات ۲ باب ۱۰ سے ۱۴

دیکھ اے میری جانی تو شکیل ہے۔ دیکھ تو خوبصورت ہے۔ تیری آنکھیں تیری چادر کے پیچھے کبوتر کی سی ہیں وغیرہ وغیرہ

اے میری پیاری تو سراسر جمال ہے تجھ میں کوئی عیب نہیں۔

پیارے بھائیو اور بہنو اپنے آپ کو تولو اور جانچو کہ یہ محبوب کون ہے اُس سے کہتا ہے یہ خود خداوند یسوع مسیح ہے۔ اور کلیسیا پا اپنی دلی محبت ظاہر کرتا ہے۔ آجکل بہت کم لوگوں میں غزل الغزلات کی کتاب پڑھی جاتی ہے۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ میں پوچھتی ہوں کہ کیا آپ لوگ کبھی دعا مانگ کر اس کو پڑھنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ یا نہیں۔ اس کتاب میں تو مسیح کی بے انت محبت کا ذکر ہے جو کہ وہ اپنی کلیسیا سے رکھتا ہے۔ ذرا خیال کر کے دیکھو کہ آیا ہمارا دل بھی اس طرف کھچتا ہے یا نہیں۔ ہم دل وجان سے اُس پر فدا ہیں یا صرف عقل سے اُس کے جاننے والے

ہم اُس کے لئے کڑھتے اور تڑپتے ہیں کہ کب اُسکو ملیں اور اُس سے ایک منٹ کے لئے بھی جدا نہ ہوں۔ ہمارا یہ خیال کہ جب وہ بادلوں پر آئیگا تو ہم دیکھ لیں گے؟ کیا ہم کبھی اُس کی خوبصورتی پر بھی غور کرتے ہیں؟ اگر ہم نے اُس کے خون میں نہا کے اپنے دلوں کو برف سے سفید کر لیا ہے۔ تو بے شک اپنے کانوں میں اُس کی یہ شیریں آواز اکثر سنیں گے کہ "اے میری پیاری تو سراسر جمال ہے۔ تجھ میں کوئی عیب نہیں ہے۔

کلیسیا کا جواب

اے تو جو میرے دل کا پیارا ہے مجھے بتا کہ تو کہاں چراتا ہے۔ میرا محبوب میرے لئے مُرکا ایک بستہ ہے۔ جیسے سیب کا درخت بن کے درختوں کے بیچ ویسے میرا محبوب بیٹوں کے درمیان ہے۔

مسیح کا حلیہ۔ میرا محبوب سرخ و سفید ہے دس ہزار آدمیوں میں وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے۔ اُس کا سر ایسا ہے جیسا چوکھا سونا اُس کی زلفیں پیچ در پیچ ہیں اور کوے کی سی کالی ہیں۔ اس کی آنکھیں ان کبوتروں کی سی ہیں جو لب دریا دودھ میں نہا کے تمکنت سے بیٹھے ہیں۔ اس کے رخسارے پھولوں کے چمن و بلسان کی ابھری ہوئی کیاری کی مانند ہیں۔ اُس کے لب سوسن ہیں جن سے بہتا ہوا مُر ٹپکتا ہے۔ اُس کے ہاتھ ایسے ہیں جیسے سونے کی کڑیاں جن میں ترسیس کے جواہر جڑے گئے۔ اس کا پیٹ ہاتھی دانت کا سا کام ہے۔ جس پر نیلم کے گل بنے ہوں۔ اُس کے پیر ایسے ہیں جیسے سنگ مرمر کے ستون جو سونے کے پایوں پر کھڑے کئے جاویں۔ اس کی قامت لبنان کی سی۔ وہ خوبی میں رشک سرو ہے۔ اس کا منہ شیرینی ہے۔ ہاں وہ سراپا

عشق انگیز ہے۔ اے یروشلیم کی بیٹیو یہ میرا پیارا یہ میرا جانی ہے۔

پیارے بھائیو اور بہنو ذرا خیال کرو کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے یا دیکھنے کے لئے دل و جان سے کوشش کی ہے یا نہیں۔ میں آپ کو صلاح دیتی ہوں کہ آپ دل وجان سے دعا مانگیں کہ خدا آپ کے دلوں کو پاک کرے۔ کیونکہ صرف پاک دل لوگ ہی خدا کو دیکھ سکتے ہیں۔

کیا آپ کبھی یہ بات بھی کہتے ہو کہ اے مقدسو تم جو آسمان پر رہتے ہو یا ان سے جو زمین پر رہتے ہو ہمارے ساتھ ملکر مسیح کی تلاش کرو۔ ہمارے لئے سفارش کرو۔ اس کو کہو کہ ہم دل وجان سے اس سے محبت رکھتے ہیں جب ذرا سا گناہ کا پردہ دل کے سامنے آجاتا تو اس صورت کے دیکھے بغیر اور اس کو محسوس کئے بغیر ہم کیسے بے چین ہو جاتے اور سب دوستوں سے کہتے ہیں کہ آؤ ہمارے محبوب کی تلاش ہمارے ساتھ کرو ہمیں کھانا پینا سونا جاگنا اس کے بغیر کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ اگر ہمارا تعلق اس کے ساتھ ایسا ہے کہ ہم اس کے بغیر بھی خوش رہ سکتے ہیں تو اُسکا سبب یہ ہے کہ نہ تو ہم نے مسیح کو دیکھا اور نہ اُس کی محبت کا مزا چکھا ہے۔ دعا۔ بندگی۔ گرجا یہ سب کچھ مسیحیت نہیں ہیں۔ بلکہ صرف اس ہی جہاں کے مسیحیوں کا تعلق مسیح کیساتھ عاشق اور معشوق کا سا نہیں ہے جیسا کہ ہونا چاہیئے۔ افسوس ہے بلکہ ان کا حال ایسا ہے۔

بیل اپنے مالک کو پہچانتا ہے۔ اور گدھا اپنے صاحب کی چرنی کو۔ بنی اسرائیل (عیسائی) نہیں جانتے۔ میرے لوگ نہیں سوچتے۔ آہ خطاکار گروہ ایک قوم جو گناہ سے لدی ہوئی ہے اُنہوں

نے خداوند کو ترک کیا۔ اسرائیل کے قدوس کو حقیر جانا۔ اس سے بالکل پھر گئی ہے۔

۱۷ قمه ۔ پریم ویری

دعا کا وقت

از قلم ۔ میر کریم الدین فوق ۔ مجیٹھا ضلع امرتسر

دعا کا وقت و خاموشی عزلت
مبارک اُسکو ہے اک گوشہ خلوت

نہیں مخصوص کچھ بہر عبادت
سحر یا شام کی ہووے حکایت

پرندے اور چرندے اور انسان
اسی کی ذات سے پاتے ہیں لذت

کوئی ہر وقت اُس کو یاد کرلے
کسی کو وقت سے آتے علاوت

مگر سب کو کشش اُس کی لگی ہے۔
جو غافل ہے کہیں ہم اس کو کم بخت

ہلا جب وہ خوشا بولتا ہے تو
عجب طاقت سکے اُس کی سماعت

مصیبت اور راحت میں کرو یاد
ریاکاروں کو وہ بھیجے ہے لعنت

نہ بھولو فوق تم راہ دعا کو
خدا کی بھر رہی ہے اس میں حکمت

تیل واسطے زخم

تیل قسم کے زخم پھوڑا پھنسی داد چھاجن اور کھجلی کے لئے انسان ہو یا جانور یکساں فائدہ کرتا ہے۔ مجرب ہے
قیمت شیشی ایک درجن ۲ روداؤنس شیشی ۸ر

سرمہ و دستی برائے آنکھ

آنکھ کی ہر مرض میں فائدہ کرنے والا نہایت بیش قیمت ہے
قیمت ایک تولہ عہ ملنے کا پتہ ۔ ڈاکٹر اے۔ نیوٹن ۔
اوربیڈ اینڈ ڈاکخانہ لکھن پور سرگجتا پی

کرسچن بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودیانہ

قایم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حفظان صحت کا خاص خیال ہے ۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۳ء سے حصہ پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کر دی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی طور پر ہو گیا ہے۔ خرچ خوراک معہ فیس طالب علم و امیدوار ایک خانہ ان سے ۲ روپیہ للعہ ۳ روپیہ للعہ دھوبی اور کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا ۔ کتب خانہ متعلقہ سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً کرسی میز الماری وغیرہ نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہوتا ہے علاوہ ازیں عمدہ رکشا اور رول بورڈ کیرم وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں قیمت للعہ سے ۱ سے کیرم بورڈ للعہ سے عہ تک مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ سے جاری ہے۔ اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے اس کے متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہوس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوشنما حوض عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ مزید برین سکول کے اساتذہ صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے لہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا بپتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر ۔ پرنسپل بیرنگ ہائی سکول
بٹالہ ۔ ضلع گورداسپور

باغ دل

ایڈیٹر مسٹر محمد اسمٰعیل صاحب

چندہ سالانہ ۸ر جزو یا زیادہ کا پہلاں ایک پرچہ بھیجی جاوینگے نمونہ کا پرچہ فی کاپی ۳ر المشتہر ای ایم ویری ڈی ڈی مینجر لودیانہ پنجاب

کرسچن بک سٹور لودیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم و ادب کی کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اردو اور پنجابی زبانوں میں امریکن ٹرکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی اور برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کیطرف سے شائع ہوئی ہیں فہرست کتب کیلئے درخواست بھیجیں مینجر پادری ای ایم ویری صاحب لودیانہ

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور ۱۵ تاریخ کو زبان انگریزی اور اردو میں الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں کرسچن اینڈیو کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریدار ۱۲ر سے ہیکر عہ تک نمونہ منیجر مخزن مسیحی فتح پور ہسوا یوپی سے طلب کر سکتے ہیں۔

دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک . . . عہ
ہندوستان پنجاب سے معہ . . . . سے
غیر ممالک سے ۱۲ر
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائے گی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چوتھائی کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ہر ایک مرتبہ کیلئے فی سطر ۳ر لگر پیچکی اشتہار شائع کیا جائیگا

منوٹ ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں۔

پادری ایم ای ویری ڈی ڈی ایڈیٹر و مینجر نورافشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام وائلی براؤن چھپا